Fikr-o-Nasar (Islamabad) 19:5 (1981)

آڑھت کی شرعی حیثیت

رفیع اللہ شہاب

شریعت اسلامی نے سودی کاروبار کو انسانیت کے لئے لعنت قرار دیا ہے اور معاشرے کو اس لعنت سے چھٹکارا دلانے کے لئے اسے اللہ اور رسول کے خلاف جنگ کے مشابہ قرار دیکر اسے ختم کرنے کے مختلف طریقے اختیار کئے ۔ خود رسول اللہ صلعم نے اپنے زمانے میں مروج ہر قسم کے کاروباری معاملات کا جائزہ لیا ۔ اور جس کاروبار میں سود کا معمولی سا شائبہ بھی پایا مومنوں کو اس میں حصہ لینے سے منع کر دیا ۔ یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین کو جس کاروبار میں سود کا معمولی سا شبہہ بھی ہو جاتا وہ اس کاروبار سے دور رہتے تھے لیکن ہم نے اپنے نفس کو خوب دھوکا دے رکھا ہے ۔ ہم سود کو صرف بینک تک محدود سمجھتے ہیں اور باقی تمام کاروباری معاملات میں چاھے انہیں رسول اللہ صلعم نے واضح سودی معاملہ قرار دیا ہو ، اپنے آپ کو آزاد سمجھتے ہیں ۔ انہی میں سے زمین کی بٹائی اور آڑھت وغیرہ کے معاملات ہیں ۔ بٹائی کے بارے میں تو حضور صلعم کے ارشادات کئی دفعہ قارئین کی خدمت میں پیش کئے جا چکے ہیں ۔ آج کی صحبت میں آڑھت کے متعلق کچھ تفصیلات قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں ۔

اتنی بات تو عام قارئین جانتے ہیں کہ آڑھت کا کاروبار خالص سود خوارانہ ذہنیت کی پیداوار ہے ۔ اسلام میں تجارت اور سود میں جو فرق کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ تجارت میں انسان اپنی محنت سے کام لیتا ہے اور اس تجارتی کاروبار میں ہر وقت نفع و نقصان کا خطرہ موجود رہتا ہے ۔ جبکہ سود بغیر محنت کے صرف سرمائے کے معاوضے کا نام ہے ۔ چاہے یہ زمین کی بٹائی کی شکل

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

میں ہو ، یا مکان کے کرائے کی صورت میں ـ بنک کے منافعے کی صورت میں یا آڑھت کی شکل میں ـ اس کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ ربوا کی ان تمام صورتوں میں نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا اور آڑھت کا کاروبار تو ایسا ہے کہ اس میں نفع ہی نفع ہی نہیں بلکہ یہ نفع (رُبوا) بینک کے سود سے کئی گنا زیادہ ہے ـ عام طور پر بینکوں میں سال کے بعد پانچ فیصد سود ملتا ہے جبکہ آڑھت کے کاروبار میں صرف ایک گھنٹے یا اس سے کم وقت میں اتنی شرح سے ربوا وصول کر لیتا جاتا ہے ـ

اسلامی کاروبار کے طریقوں کی بابت رسول اللہ صلعم نے واضح ہدایت جاری کیں ـ اور ان میں اس اصول کو مدنظر رکھا گیا کہ ان میں سود کا کوئی شائبہ تو نہیں چنانچہ جن معاملات میں سود یا اس کا شبہ نظر آیا تو رسول اللہ صلعم نے بڑے واضح الفاظ میں ان سے منع فرما دیا ـ اس بارے میں آپ نے جو اصولی تعلیم دی وہ یہ تھی کہ کوئی سودا خریدتے یا بیچتے وقت دونوں فریقین کی موجودگی لازمی ہے اور وہ متعلقہ مال کو اچھی طرح دیکھ بھال کر سودا کریں ـ یہ سودا دست بدست ہونا چاہئے اور خریدار اچھی طرح مال دیکھ کر خرید کرے ـ یہ معاملہ صرف انہی دو فریقیوں کے درمیان ہوگا ـ یعنی ایک بیچنے والا اور دوسرے خریدنے والا ـ اس میں کسی تیسری پارٹی کی ضرورت نہیں جو آج کل آڑھت کی شکل میں ہمارے کاروبار پر مسلط ہے ـ اور سود کی طرح مہنگائی کا ایک بڑا سبب ہے ـ حضرت عمرؓ سے روایت ہے :

کاروبار دست بدست ہو

و عن عمر بن الخطابؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ، الذھب بالورق رباً الاھا و ھا ـ والبرّ بالبرّ رباً الا ھاوھا والشعیر بالشعیر رباً الاھا وھا والتمر بالتمر رباً الاھا وھا متفق علیہ.

(نیل الاوطار جلد پنجم صفحہ ۲۰۳)

(ترجمہ) حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلعم نے فرمایا کہ چاندی کا سونے سے کاروبار دست بدست ہو تو ٹھیک و گرنہ وہ سود ہوگا ۔ اسی طرح گندم کی ایک قسم کا دوسری قسم سے کاروبار دست بدست تو جائز ہوگا و گرنہ سود اسی طرح جو اور کھجور کا معاملہ ہے ۔

عام طور پر جیسا کہ آج کل رواج ہے ۔ اجناس کو دیکھے بغیر ان کے سودے کئے جاتے ھیں ۔ تو اگر چہ ایک عام آدمی کو اس میں سود نظر نہیں آتا ۔ لیکن اس کاروبار میں کئی ایسی صورتیں بنتی ھیں ، کہ جن میں ایک نہ ایک فریق دھوکے میں رہ جاتا ہے ۔ اور دوسرا محض اپنی چالاکی سے زیادہ نفع بٹور لیتا ہے ۔ آڑھت جیسا کہ حضور صلعم کے آئندہ سطور میں پیش کئے جانے والے ارشادات سے معلوم ھوگا ان چالاکیوں کو پختہ کرنے میں بڑا پارٹ ادا کرتی ہے ۔ چنانچہ حضور صلعم نے بڑے واضح الفاظ میں اس کی حرمت کا اعلان فرما دیا ہے ۔

آڑھت کی حرمت

و عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم لا تلقوا الرکبان ۔ ولا یبیع حاضر لباد فقیل لابن عباس ، قولہ لا یبیع حاضر لباد قال لا یکون لہ سمساراً رواۃ الجماعۃ الا الترمذی ۔ (ایضاً صفحہ ۱۷۴)

(ترجمہ) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دیہات سے آنے والے سواروں سے راستے میں جا کر سودا نہ خریدو ۔ اور نہ ھی شہر والا دیہات والے کا مال بیچے ۔ حضرت ابن عباس سے پوچھا گیا کہ اس کا مطلب کیا ہے کہ شہر والا دیہات والے کا مال نہ بیچے تو آپ نے فرمایا کہ اس کا آڑھتی نہ بن جائے ۔

چونکہ دیہات والوں کو عام طور پر شہر کے تازہ نرخ کا علم نہیں ھوتا ۔ اس لئے چالاک بیوپاری دیہات میں یا راستے میں ان کا مال خرید کر پھر

گراں نرخ پر فروخت کرتے ھیں ۔ آج کل بھی یہ کاروبار پورے زوروں پر جاری ہے ۔

تاھم حضور صلعم نے آڑھت کی حرمت کے بارے میں اتنی سخت تاکید کی کہ اس کی ذرہ بھر گنجائش باقی نہ چھوڑی ۔ چنانچہ اس سلسلے میں آپ نے یہاں تک فرما دیا کہ دیہات والا اگر اس آڑھتی کا باپ یا سگا بھائی ھی کیوں نہ ھو تو بھی اس کے لئے اس کا مال بیچنا جائز نہیں ھوگا ۔

وعن انس قال نھینا ان یبیع حاضر لباد ۔ وان کان آخاہ لابیه و امه متفق علیه ۔ ولابی داؤد والنسائی ان النبی صلی اللہ علیه وسلم نھی ان بیع حاضر لباد وان کان اباہ او اخاہ (ایضاً صفحہ ۱۷۴)

(ترجمہ) حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ھمیں منع فرما دیا کہ کوئی شہر والا دیہات والے کا مال نہ بیچے چاہے وہ اس کا سگا بھائی ھی کیوں نہ ھو ۔ امام بخاری اور امام مسلم اس حدیث پر متفق ھیں اور ابو داؤد اور نسائی کے الفاظ یہ ھیں کہ رسول اللہ صلعم نے شہری کو دیہاتی کا مال بیچنے سے منع فرما دیا ۔ چاہے وہ اس کا باپ یا بھائی ھی کیوں نہ ھو ۔

یہ تو صاف آڑھت کا حکم ہے پھر اس آڑھت میں کئی گڑ بڑ قسم کی چیزیں بھی شامل ھیں ۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان آڑھتی حضرات نے مارکیٹ میں اپنے ٹاؤٹ چھوڑ رکھے ھوتے ھیں جو متوقع گاھکوں کے سامنے ان کی جھوٹی تعریفوں کے پل باندھتے ھیں ۔ جس سے سادہ لوح دیہاتی یا شہری لوگوں کو آسانی سے پھنسا کر اپنے آڑھتی کے پاس لے جاتے ھیں ۔ یا خود جھوٹا خریدار بن کر کسی دوسرے خریدار کو متعلقہ مال خرید کرانے کی رغبت دلاتے ھیں عربی زبان میں اس مکروہ کاروبار کو نجش کہتے ھیں جس کے بارے میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا :

وعن ابن عمرؓ قال نھی النبی صلی اللہ علیه و سلم عن النجش

متفق علیه ۔ (ایضاً صفحہ ۱۷٦)

(ترجمہ) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے نجش سے منع کیا ۔ اس پر امام بخاری اور امام مسلم دونوں متفق ھیں ۔ نجش کی تعریف اوپر گزر چکی ہے ۔

چونکہ یہ کارنامہ زیادہ تر آڑھتی حضرات ھی سر انجام دیتے ھیں ۔ اس لئے ایک دوسری حدیث میں اسے آڑھت کے کاروبار سے متصل کرکے اس کے ناجائز ھونے کا ارشاد فرمایا :

عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی ان یبیع حاضر لباد و ان تناجشوا ۔ (ایضاً صفحہ ۱۷۵)

(ترجمہ) حضرت ابو ھریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے کسی شھری کو کسی دیھات کی طرف سے مال فروخت کرنے سے منع فرما دیا ۔ اور یہ کہ وہ نجش کا معاملہ نہ کریں ۔

نجش جیسا کہ ھم اس کی تعریف بیان کر چکے ھیں سے مراد یہ ہے کہ کسی خریدار کو یہ دھوکا دینا کہ اس نے اس سے مھنگی چیز خریدی ہے یا مالک سے مل کر مصنوعی یا فرضی طور پر سودا خریدے ۔ تاکہ اصل خریدار زیادہ قیمت ادا کرے ۔

بولی کے ذریعے کاروبار کی حرمت

اسی طرح دھوکے کا ایک کاروبار بولی کا طریقہ ہے کہ جس میں ناواقف گاھک کو بولی کے چکر میں کوئی سودا مھنگا فروخت کیا جاتا ہے ۔ آڑھت اور یہ دھوکے کے تمام کاروبار چونکہ ایک ھی صنف سے تعلق رکھتے ھیں اسلئے ایک حدیث شریف میں ان سب کو اکٹھا بیان کیا گیا ہے :۔

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال لا تلقوا الرکبان بیعاً ۔ ولا یبیع بعضکم علی بیع بعض ولا تناجشوا ولا یبیع حاضر لباد ۔ (مشکوۃ المصابیح کتاب البیوع صفحہ ۲۴۲)

(ترجمہ) حضرت ابو ھریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ خرید و فروخت کے لئے راستے میں سوار دیہاتیوں کو نہ ملو۔ اور نہ ھی تم میں سے کوئی دوسرے کے سودے پر زیادہ نرخ کرے (یا بولی دے) اور نہ ھی دھوکے کا کاروبار کرو اور نہ ھی آڑھت کا۔

سودے کا عیب چھپانا

شریعت حقہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی سودے میں کوئی عیب ھو تو خریدار پر اس عیب کو واضح کر دیا جائے۔ اس کے برعکس آج کل عیب چھپانے کی ھر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔ آڑھتی حضرات نے تو اس قسم کے کاروبار کی خصوصی تربیت حاصل کی ھوتی ہے۔ اور جو اس کام کے لئے مشہور ھو دیہاتی لوگ اس کے پاس زیادہ اکٹھے ھوتے ھیں۔ حالانکہ رسول مقبول صلعم نے اس قسم کے کاروبار سے سختی سے منع کیا۔ لیکن یہ کاروبار کی ایسی صورت ہے کہ کج ذھن افراد اپنے مفاد کے لئے کوئی نہ کوئی حیلہ تراش لیتے ھیں اس لئے آپ نے پیش بندی کے طور پر ایک ایسا سنہری اصول قائم کر دیا کہ جس کے مقابلے میں کاروباری ! ۔ کی چالاکیاں دم توڑ جاتی ھیں آپ نے فرمایا :۔

عن حکیم بن حزام ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال البیعان بالخیار مالم یفترقا۔ ((نیل الاوطار جلد ۵ صفحہ ۱۹۵)

(ترجمہ) حضرت حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ خرید و فروخت کرنے والوں کو سودے کی جگہ سے جدا ھونے سے پہلے سودا منسوخ کرنے کی اجازت ہے۔

آڑھت کے ذریعے کاروبار کا ایک اور ناجائز طریقہ مروج ہے کہ ایک کاروباری رقم نہ ھونے کے باوجود محض آڑھتی کی ساکھ پر ساری مارکیٹ کا مال خریدلیتا ہے اور ضرورتمندوں کو محروم کر دیتا ہے۔ وہ تھوڑی سی موجود رقم بطور پیشگی ادا کر دیتا ہے اور باقی کے متعلق یہ رواج

ہے کہ اگر ساری رقم مقررہ وقت تک ادا کر دی تو وہ سارے مال کا حقدار ہوگا و گرنہ اس کی پیشگی ضبط سمجھی جائیگی ۔ آج کل اس کا عام رواج ہے حالانکہ حضور صلعم نے اس سے سختی سے منع فرما دیا تھا ۔

سودے کی کچھ رقم پیشگی ادا کرنا

عن عمــروبن شعیب عن ابیه عن جده قال نهی النبی صلی الله علیه و سلم عن بیع العربان ۔

(ترجمہ) حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے باپ کے دادا سے روایت کی (ایضاً صفحہ ۱٦۲) کہ رسول اللہ صلعم نے عربان کے کاروبار سے منع فرمایا (عربان کی تشریح اوپر گزر چکی ہے)

پھر اس طرح خریدے جانے والے مال کو بینک سے قرض لیکر اور مال ان کے قبضے میں دیکر ذخیرہ کیا جاتا ہے کہ جب اس کے ریٹ بڑھیں گے تو اس مال کو مہینگے نرخوں فروخت کیا جائیگا ۔ رسول اللہ صلعم نے ایسے شخص کو واجب القتل قرار دیا ۔ ارشاد ہے :۔

عن ابن عمرؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من احتکر طعاما اربعین یوماً یرید به الغلاء فقد بری من الله و تبری الله منه (ایضاً صفحہ ۲۳۴) ۔

(ترجمہ) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے ۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس نے چالیس دن تک کوئی کھانے کی چیز اس لئے ذخیرہ کی کہ مہنگی بیچی جائے تو وہ اللہ سے بری ہو گیا اور اللہ تعالی اس سے بری ہوگئے (یعنی اس کا اسلام سے کوئی واسطہ نہ رہا) ۔

آڑھت کے کاروبار کی مندرجہ بالا تمام صورتیں سود کی تعریف میں آتی ھیں یا ان میں اس کا شبہ پایا جاتا ہے اس لئے رسول اللہ صلعم نے ان تمام تفصیلات کا جائزہ لیکر انہیں بڑے واضح الفاظ میں حرام قرار دے دیا ۔ آج آڑھت کے کاروبار کی یہ سب صورتیں ھمارے ھاں مروج ھیں بلکہ ان میں پہلے سے

بھی زیادہ غلط باتیں شامل ہو گئی ھیں ۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ بہت سے آڑھتی جو اپنے آپ کو نظام مصطفی کا علمبردار قرار دیتے ھیں اپنے اس کاروبار کے بارے میں شریعت اسلامی کے احکامات معلوم کرنے کی کبھی کوشش نہیں کرتے اور وہ اس سودی کاروبار کو جائز سمجھتے ھیں اور اپنے دل کو یہ جھوٹی تسلی دیتے ھیں کہ سود سے مراد صرف بنک کا سود ہے۔ نظام مصطفیٰ کے بارے میں ھمارا طرز عمل کیسا عجیب ہے کہ جس چیز میں ھمیں اپنا کوئی فائدہ نظر آئے اس کے تو علمبردار بن جاتے ھیں لیکن جس سے ھمارے مفادات پر زد پڑتی ھو تو اس پر عمل کرنا تو کجا اس کا سننا بھی گوارا نہیں کرتے ۔

★ ★ ★ ★ ★ ★